الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بہ فیضِ روحانی شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام علامہ محمد حامد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ

عید میلادالنبی اور علماے عرب

تحریر: مولانا محمد صدیق ہزاروی (لاہور)

ترتیب و تلخیص: ڈاکٹر محمد حسین مُشاہد رضوی (مالیگاؤں)

سلسلۂ اشاعت نمبر ۸

سنہ اشاعت ۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء

بہ موقع جشنِ عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم

ناشر: ادارۂ دوستی، ۸۴۲، کمال پورہ، مالیگاؤں (ناسک)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ حصولِ نعمت پر اظہارِ مسرت کرتا اور زوالِ نعمت پر غم گین ہوجاتا ہے چوں کہ یہ دونوں باتیں فطری اور انسانی جبلت وطبیعت کا لازمی جز ہیں، اس لیے ان کے حصول کے لیے کسی ترغیب کی ضرورت نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی رکاوٹ ان سے باز رکھنے میں کارگر ثابت ہوسکتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے جن کا احاطہ ناممکن ہے۔ قرآنِ پاک میں ارشادِ خداوندی ہے: ''اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو انھیں گن نہیں سکتے۔''

لیکن ان تمام نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت بل کہ تمام نعمتوں کی اصل سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری ہے۔ کیوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت سے پورے کرۂ ارض پر ایک انقلاب بپا ہوا۔

گمراہی ہدایت سے بدلی، کفر کی جگہ اسلام آیا، فحاشی وعیاشی کی جگہ اَخلاقِ حسنہ کا دور دورہ ہوا، یتیموں کو والی اور بے سہارا کو سہارا ملا، عورتوں کی عزت وناموس کو تحفظ حاصل ہوا، ظلم و تشدد کی جگہ عدل وانصاف کا علم بلند ہوا۔ غرض یہ کہ قرآنِ پاک کی زبان میں جہنم کے کنارے پر پہنچی ہوئی انسانیت جنت کی طرف رواں دواں ہوئی اور جہنم میں گرنے سے بچ گئی۔

ایسی عظیم المرتبت شخصیت جن کی آمد سے کائنات میں بہارِ جاوداں آئی۔ اُن کی ولادتِ باسعادت پر کسے خوشی نہ ہوگی انسان تو درکنار، بے زبان چوپایے بھی باعثِ تخلیقِ کائنات کی آمد پر شاداں وفرحاں ہیں۔ کیوں کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادرِ رحمت کے سایے میں نہ صرف انسانوں کو جگہ دی بل کہ حیوانات اور پرندوں تک کو جگہ دی۔

لہٰذا عید میلادالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی منانا اور اس پُر مسرت موقع کو عید قرار دینا یقیناً انسانی فطرت کا تقاضا ہے اور تمام سلیم الفطرت انسان عید میلادالنبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کو تمام عیدوں سے بڑھ کر عید قرار دیتے ہیں اور اِسے منانے کے لیے پورے جوش و خروش کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان ہمیشہ سے جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مناتے چلے آرہے ہیں۔

چناں چہ امام احمد بن قسطلانی شارح بخاری بہ زبانِ امام جزری روایت کرتے ہیں:

’’اہلِ اسلام حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے مہینے میں ہمیشہ سے میلاد کی محفلیں منعقد کرتے چلے آرہے ہیں۔ خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے اور دعوتیں کرتے۔ اِن راتوں میں قسم قسم کے صدقے اور خیرات کرتے اور خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں، نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور آپ کا میلاد پڑھنے کا خاص اہتمام کرتے رہے ہیں۔ چناں چہ اللہ تعالیٰ کے فضلِ عمیم اور برکتوں کا ظہور ہوتا ہے اور میلاد شریف کے خواص میں سے آزمایا گیا ہے کہ جس سال میلاد شریف پڑھا جاتا ہے وہ سال مسلمانوں کے لیے حفظ و امان کا سال ہوتا ہے اور میلاد شریف منانے سے دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمتیں فرمائے جس نے ولادت کی مبارک راتوں کو خوشی و مسرت کی عیدیں بنالیا (آمین)۔‘‘

تفسیر روح البیان میں آیت کریمہ: **محمد رسول اللہ** کے تحت لکھتے ہیں کہ:

’’ابن حجر الہیتمی فرماتے ہیں کہ بدعتِ حسنہ کے مستحب ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور میلاد شریف منانا اور اس میں لوگوں کا جمع ہونا بھی اسی طرح بدعتِ حسنہ ہے۔‘‘

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: ’’ہر طرف اور ہر شہر کے مسلمان مولود شریف کرتے ہیں۔ وہ طرح طرح کے صدقہ و خیرات کرتے ہیں اور حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ اس محفل کی برکتوں سے ان پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہوتا ہے۔ امام جوزی کہتے ہیں کہ: ’’میلاد کی تاثیر یہ ہے کہ سال بھر اس کی رحمت و برکت سے امن رہتا ہے اور حصولِ مراد کی خوش خبری حاصل ہوتی ہے۔‘‘

لیکن دنیا بھر کے مسلمان جہاں ربیع الاول شریف میں عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم کا جشن مناتے اور اپنے ہادی وآقا کے حضور نذرانہ ہاے عقیدت کے دل کش پھول پیش کرتے ہیں وہیں کچھ لوگ اس تقریبِ سعید کو اچھا نہیں سمجھتے۔

عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے منکرین اس بابرکت اور نورانی تقریب پر دو قسم کے اعتراض کرتے ہیں۔ اُن کا پہلا اعتراض یہ ہے کہ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جشن منانا بدعت ہے لہٰذا اس سے اجتناب کیا جائے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ منکرین نہ تو بدعت کی تعریف جانتے ہیں اور نہ ہی انھیں عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ معلوم ہے کہ اگر یہ بدعت ہے تو آیا یہ بدعتِ حسنہ کے زمرے میں آتی ہے یا بدعتِ سیّئہ کے؟

لغوی معنی کے اعتبار سے ہر نئی بات کو بدعت کہا جاتا ہے۔ لیکن اصطلاحی طور پر ہر وہ عمل جس کی اصل دین میں نہ ہو اور وہ کسی سنت کے خاتمے کا باعث ہو بدعت ہے اور اس سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’مَنْ اَحْدَثَ فِی اَمرِنَا ھٰذا مَالَیسَ مِنهُ فَهُوَ رَدٌّ‘ (جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسا نیا کام جاری کیا جس کا دین سے کوئی تعلق نہیں وہ امر مردود ہے۔)

تو کیا سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد میں کسی تقریب کا انعقاد کرنا، اس میں قرآنِ پاک کی تلاوت کرنا، نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھنا اور فضائل نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان کرنا دین کے خلاف ہے؟ اور کیا دین میں اس کی کوئی اصل نہیں؟

درحقیقت سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یاد میں محافل کا انعقاد دینِ اسلام کی سربلندی، شوکتِ اسلام اور شریعتِ اسلامیہ کے فروغ و استحکام کا ایک بہت بہترین ذریعہ ہونے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے ایمان کو طاقت اور جلا بخشنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

بدعت کے بارے میں مخالفین کے 'حکیم الامت' مولوی اشرفعلی تھانوی کا یہ فتوا یقیناً قارئین کی دل چسپی کا باعث ہوگا وہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: ''قاعدۂ کلیہ اس بات میں یہ ہے کہ کوئی امر کلیاً یا جزئیاً دین میں نہ ہو اس کو کسی شبہ سے جزوِ دین علماً و عملاً بنالینا جو بوجہِ مزاحمتِ احکامِ شریعہ کے بدعت ہے۔ دلیل اس کی خود حدیثِ صحیح ہے، **مَنْ اَحْدَثَ فِی اَمرِنَا هٰذا مَالَیسَ مِنهُ فَهُوَ رَدٌّ'** ۔

کلمہ 'فی' اور 'مِن' اس مدعا پر صاف صاف دلالت کر رہے ہیں اور حقیقی بدعت ہمیشہ سیّئہ ہی ہوگی اور بدعتِ حسنہ صوری بدعت ہے۔ حقیقتاً بوجہ کسی کلیہ میں داخل ہونے کے سنت ہے۔''

یہی مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب محفلِ میلاد شریف کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں یوں لکھتے ہیں: ''ذکرِ ولادتِ شریف نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مثل دیگر اذکارِ خیر کے ثواب اور افضل ہے، اگر بدعات اور قبائح سے خالی ہو، اس سے بہتر کیا ہے؟''

میلاد شریف کے بارے میں جو کچھ مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب نے لکھا ہے وہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ یہ پاکیزہ اور مقدس محفل ہر قسم کی برائی اور بدعت سے خالی ہونی چاہیے۔ یہاں بدعت سے کیا مراد ہے؟ اس کے بارے میں بھی موصوف کا وہ قول پیشِ نظر رہے جو چند سطور پہلے مذکور ہوا کہ بدعت سے مراد بدعتِ سیّئہ ہی ہے۔

منکرین کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ چوں کہ اہل عرب محافلِ میلاد کا انعقاد نہیں کرتے لہٰذا ہمیں بھی نہیں کرنا چاہیے۔ اس اعتراض کا ایک جواب تو یہ ہے کہ ہم شریعت کے پابند ہیں اہل عرب کے نہیں۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اہل عرب کے یہاں محافل میلاد کا انعقاد نہایت اَعلا درجے کے اہتمام کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں علماے عرب کے اقوال کی روشنی میں اِس بابرکت تقریب کے انعقاد کے سلسلے میں اہل عرب کے جذبۂ ایمان سے آگاہی کے لیے درج ذیل سطور کا مطالعہ ازبس ضروری ہے۔

شیخ محمد رضا سابق وزیر مکتبہ جامعہ فواد قاہرہ (مصر) لکھتے ہیں:

''امام ابوشامہ شیخ نووی فرماتے ہیں، ہمارے دور کی نئی مگر بہترین اختراع آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے یومِ ولادت کا جشن منانا ہے۔ جس میں اس مبارک خوشی کی مناسبت سے صدقہ وخیرات، محفلوں کی زیبایش اور آرایش اور اظہارِ مسرت کیا جاتا ہے۔ یہ مبارک تقریبات فقرا سے حسنِ سلوک کے علاوہ امتیوں کی سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ عقیدت ومحبت اور اہل محفل کے دل میں آپ (ﷺ) کی عظمت وفضیلت کی پختگی اور آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجنے والے کے قلبی شکر وامتنان کا احساس دلاتی ہیں۔''

امام سخاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''میلاد شریف (مروجہ) کا رواج رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے تین صدی بعد ہوا کہ اس کے بعد سے تمام ممالک وامصار میں مسلمانانِ عالم عید میلاد النبی مناتے چلے آ رہے ہیں۔ سلاطینِ اسلام میں اس طریقہ کو رائج کرنے والے سب سے پہلے بادشاہ اربل سلطان مظفر ابوسعید تھے جن کی فرمایش پر حافظ ابن رحیہ نے اس موضوع پر ایک کتاب ''**التنویر فی مولد البشیر النذیر**'' لکھی تھی۔''

ڈاکٹر علی الجندی دورِ رسالت، خلفاے راشدین کے زمانے اور بنوامیہ کے دور میں عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس اہتمام کے ساتھ نہ منانے کی وجوہات بھی بتاتے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے۔

''چوں کہ یہ تقریب خود سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ والاصفات سے متعلق ہے اور آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) دیگر سلاطین کی طرح اپنی تشہیر نہیں چاہتے تھے بل کہ تواضع اختیار فرماتے اس لیے آپ نے اس انداز میں عید میلاد کو رواج نہیں دیا۔

خلفاے راشدین میں سے پہلے دو خلفا کا دور جہاد اور اسلامی حکومت کے قیام کا دور تھا۔ جب کہ تیسرے اور چوتھے خلیفہ کا دورِ حکومت فتنہ وفساد کا زمانہ تھا اس لیے اُن کی کامل توجہ ان

امور کی طرف رہی، اور جشنِ میلاد کی طرف زیادہ توجہ نہ ہوسکی۔

بنوامیہ کے دور میں فتوحات کا سلسلہ وسیع تھا نیز اِس دور میں بغاوتوں کے قلع قمع کرنے کی طرف توجہ زیادہ تھی لہٰذا اس طرف کماحقہ توجہ نہ دی جاسکی۔"

ڈاکٹر علی الجندی مختلف سلاطین کے دور میں ہونے والی اِن مبارک تقریباتِ میلاد کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ: "یہ تقریب سرکاری سطح پر نہایت دھوم دھام اور جوش وولولے کے ساتھ منائی جاتی تھی۔"

اس مختصر مقالے میں اُن تمام تفصیل کا ذکر کرنا تو ممکن نہیں البتہ اجمالاً اُن ادوار کا تذکرہ کیا جاتا ہے کہ سلاطینِ مصر اور دیگر حکمراں اپنے اپنے دور میں حکومتی سطح پر یہ تقریب مناتے تھے۔

ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں کہ: "امام سیوطی کے بہ قول سب سے پہلے جشن میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شاہِ اربل ابوسعید بن زین الدین علی بن بکتکین نے منایا لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اس تقریبِ سعید کا آغاز فاطمی دور سے ہو چکا تھا۔

فاطمی حکومت کے بعد ایوبیہ دورِ حکومت آیا تو سرکاری سطح پر تمام تقریبات کا اہتمام ختم کردیا گیا لہٰذا یہ تقریب چھوڑ دی گئی لیکن مصری عوام نے اسے اپنے طور پر جاری رکھا۔ کیوں کہ یہ بات ناممکن ہے کہ مصری دین دار حضرات اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یاد میں محافل میلاد کا انعقاد نہ کرتے۔ ایوبیہ حکومت کی عدم توجہ کے باوجود موصل کے حکمرانوں میں سے ایک اربل کے حکمراں مظفر الدین نے میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جشن کا اہتمام کیا اور نہایت اچھے طریقے سے اسے منایا۔

مغربِ بعید میں سلطان شیخ ابوالعباس احمد المضور الغرفی جو صاحبِ سبتہ کہلاتے تھے جنھوں نے دسویں صدی ہجری کے آخر میں زمامِ حکومت سنبھالی۔ انھوں نے اس بہترین عمل کو رواج دیا اور حکومت کی سرپرستی میں جوش وکروش سے جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا۔

آل زیان کے حکمراں نہایت عمدہ طریقے پر اس محفل کا اہتمام کرتے تھے۔ بالخصوص

ان میں سے ایک حکمراں ابوحموموسیٰ بن یوسف زیانی نے تو اس سلسلے میں تمام حکمرانوں سے سبقت حاصل کرلی۔ یہ بادشاہ ۱۲/ربیع الاول کی رات کو ایک عظیم الشان عمومی اجتماع منعقد کرتا تھا۔ دعوتِ عام ہوتی اور اس میں امیر وغریب، غنی وفقیر، شاہ وگدا سب جمع ہوتے تھے۔ ۸۷۲ھ میں سلطان الاشرف قانتابی نے جب مصری حکومت کی زمامِ اقتدار سنبھالی تو اس نے یہ میدان جیت لیا کیوں کہ اس دور میں میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جشن پچھلے دور کے تمام حکمرانوں کے انتظامات سے فوقیت اور برتری حاصل کرگیا۔"

الظاہر برقوق کے دورِ حکومت (۷۸۴ھ) میں بھی اس تقریبِ سعید کی طرف خصوصی توجہ دی گئی اور سلطان نے اس اہتمام کو حدِ کمال تک پہنچایا۔ سلطان چقمق (۸۴۲ھ) کے دور میں بھی جشنِ میلاد کا اہتمام بڑی خوش اسلوبی اور دل جمعی سے ہوتا تھا۔ علی پاشا مبارک کہتے ہیں:

"سلطان الظاہر ابوسعید کے دور میں مجلس میلاد کا اہتمام، برقوق کے دور سے بڑھ گیا تھا بالخصوص صدقات وخیرات میں اضافہ ہوا۔"

۹۰۷ھ میں ملک اشرف ابونصر قالضوہ نے بھی اس بات کی طرف خصوصی توجہ دی۔ یہ تھی وہ اجمالی رپورٹ جو مختلف سلاطینِ مصر اور دیگر حکمرانوں کے ادوار میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کی خوشی میں منائی جانے والی محفلِ میلاد سے متعلق تھی۔

آیئے! ایک ہلکا سا جائزہ اس طریقِ کار کا بھی لیتے ہیں جو سلطان تلمسان کے دور میں اپنایا گیا۔ جس سے باقی تمام حکمرانوں کے بارے میں بھی اندازہ ہوجائے گا کہ وہ اس عظیم المرتبت اور مقدس ومتبرک جشن کو کس عقیدت وعظمت اور محبت والفت سے مناتے تھے۔

محمد رضا مصری لکھتے ہیں: "سلطان تلمسان کے کارندے معززین کے مشوروں سے شبِ میلاد النبی میں ایک عام دعوت کا اہتمام کرتے تھے۔ جس میں بلا استثنا ہر خاص وعام کو شرکت کی اجازت ہوتی تھی۔ اس محفل میں اَعلا قسم کے قالینوں کے فرش اور منقش پھول دار چادریں بچھائی جاتیں۔ سنہرے کارچوبی غلافوں والے گاو تکیے لگائے جاتے۔ ستونوں کے برابر

بڑے شمع دان روشن کیے جاتے۔ بڑے بڑے دسترخوان بچھائے جاتے۔ بڑے بڑے گول اور خوش نما نصب شدہ بخوردانوں میں بخور سلگایا جاتا تھا جو دیکھنے والوں کو پگھلا ہوا سونا معلوم ہوتا تھا۔ پھر تمام حاضرین کے سامنے انواع واقسام کے کھانے چنے جاتے تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ موسمِ بہار میں رنگارنگ پھول کھلے ہوئے ہیں۔ ایسے کھانے جن کی طرف دل کو رغبت ہو اور جنھیں دیکھ کر آنکھیں لذّت اندوز ہوں ان محفلوں میں اَعلا قسم کی خوشبوئیں بسائی جاتی تھیں جن کی مہک سے فضا معطر ہو جاتی تھی۔ مہمانوں کو حسبِ مراتب ترتیب وار بٹھایا جاتا تھا۔ یہ ترتیب جشن کی مناسبت سے دی جاتی تھیں، حاضرین پر عظمتِ نبوت کا جلال و وقار چھایا رہتا تھا۔ انعقادِ محفل کے بعد سامعین سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مناقب وفضائل اور ایسے پاکیزہ خیالات ونصائح سنتے تھے کہ وہ گناہوں سے توبہ کرنے کی طرف راغب ہو جاتے۔ خطبا اسلوبِ بیان کے مدو جزر اور خطابت کے تنوع سے سامعین کے قلوب کو گرماتے اور سامعین کو لذّت اندوز کرتے تھے۔''

کتاب ''محمد رسول اللہ'' کے مؤلف شیخ محمد رضا مصری مزید فرماتے ہیں:

''ہمارے زمانہ میں بھی مسلمانانِ عالم اپنے اپنے شہروں میں میلاد کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔ مصر کے علاقوں میں یہ محفلیں مسلسل منعقد کی جاتی ہیں اور ان میں برابر میلادِ نبوی سے متعلق بیانات ہوتے ہیں۔ فقرا ومساکین کو خیرات تقسیم کی جاتی ہے۔ خاص قاہرہ میں اس روز ظہر کے بعد ایک پیادہ جلوس کمشنر آفس کے سامنے سے گذرتا ہوا عباسیہ میدان کی طرف روانہ ہوتا ہے ان راستوں میں ہجوم بڑھتا جاتا ہے۔ جلوس کے آگے پولیس کے سوار دستے اور دونوں طرف فوج کے کچھ افسر ہوتے ہیں۔ مصر میں یہ مبارک دن حکومت کی طرف سے منایا جاتا ہے۔ چناں چہ عباسیہ میں وزرا اور حکام کے لیے شامیانے نصب کیے جاتے ہیں اور خود شاہِ وقت یا ان کے نائب جلسہ گاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ شاہ کے پہنچنے پر فوج سلامی دیتی ہے۔ پھر وہ شامیانے میں داخل ہوتے ہیں اس کے بعد صوفیہ اور مشائخِ طریقت اپنے اپنے جھنڈے لیے وہاں حاضر

ہوتے ہیں۔ جن کا خود بادشاہ استقبال کرتے ہیں۔ اس کے بعد بادشاہ خود شیخ المشائخ کے شامیانے میں حاضر ہوکر ذکر میلاد النبی سماعت فرماتے ہیں۔ ختم محفل پر شاہ میلاد بیان کرنے والوں کو شاہانہ خلعت عطا کرتے ہیں۔ پھر حاضرین میں شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔ شربت پلایا جاتا ہے۔ اس کے بعد توپوں کی گونج میں شاہانہ سواری واپس ہوتی ہے۔ اس دن تمام دفاتر میں عام تعطیل ہوتی ہے۔''

اخوان المسلمین کے بانی حسن البنّاء نے اپنی ڈائری میں جشنِ میلاد النبی اور جلوسِ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق ایک ایسا واقعہ قلم بند کیا ہے جو دل کو گرمانے اور روح کو تڑپانے میں بڑا مؤثر ثابت ہوسکتا ہے۔ لکھتے ہیں:

''مجھے یاد ہے کہ جب ربیع الاول کا مہینا آتا تو یکم ربیع الاول سے لے کر ۱۲ر ربیع الاول تک معمولاً ہر رات ہم حصافی اخوان میں سے کسی ایک کے مکان پر محفلِ ذکر منعقد کرتے اور میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جلوس بنا کر باہر نکلتے، اتفاق سے ایک رات برادرم شیخ شبلی الرجال کے مکان پر جمع ہونے کی باری آگئی۔ ہم عادتاً عشا بعد ان کے مکان پر حاضر ہوئے دیکھا کہ پورا مکان خوب روشنیوں سے جگمگا رہا ہے، اسے خوب صاف وشفاف اور آراستہ و پیراستہ کیا جاچکا ہے۔ شیخ شبلی الرجال نے رواج کے مطابق تمام حاضرین کو شربت اور قہوہ اور خوشبو پیش کی۔ اس کے بعد ہم جلوس بن کر نکلے اور بڑی مسرت وانبساط کے ساتھ مروجہ مناقب اور نظمیں گاتے رہے۔ جلوس ختم کرنے کے بعد ہم شیخ شبلی الرجال کے مکان پر واپس آگئے اور چند لمحات ان کے پاس بیٹھے رہے۔ جب اٹھنے لگے تو شیخ شبلی نے بڑے لطافت آمیز اور ہلکے پھلکے تبسم کے ساتھ اچانک یہ اعلان کیا کہ: 'ان شآء اللہ کل آپ حضرات میرے ہاں علی الصبح تشریف لے آئیں تاکہ روحیہ کی تدفین کرلی جائے۔'

روحیہ شیخ شبلی کی اکلوتی بچّی ہے، شادی کے تقریباً ۱۱ر سال بعد اللہ نے شیخ کو عطا کی ہے۔ اس بچّی کے ساتھ انھیں اس قدر شدید محبت و وابستگی ہے کہ دورانِ کام بھی اُسے جدا نہیں

کرتے یہ بچّی نشو ونما پا کر اب جوانی کی حدود میں داخل ہو چکی ہے شیخ نے اس کا نام روحیہ تجویز کر رکھا ہے۔ کیوں کہ شیخ کے دل میں اسے وہی مقام حاصل ہے جو جسم میں روح کو حاصل ہے۔ شیخ کی اِس اطلاع پر ہم بھونچکے رہ گئے۔ عرض کیا:' روحیہ کا انتقال کب ہوا؟'۔ فرمانے لگے:' آج ہی مغرب سے تھوڑی دیر پہلے'۔ ہم نے کہا:' آپ نے ہمیں پہلے کیوں نہ اطلاع دی؟ کم از کم میلا د النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جلوس کسی اور دوست کے گھر سے نکالتے؟'۔ کہنے لگے:' جو کچھ ہوا بہتر ہوا اس سے ہمارے حزن وغم میں تخفیف ہوگئی اور سوگ مسرت میں تبدیل ہو گیا۔ کیا اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی کوئی اور نعمت درکار ہے؟''

حسن البنّاء کی ڈائری کا یہ ورق عید میلا د النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جشن اور جلوس کے بارے میں اُن کے زمانے کا اشارا یہ ہے۔ اُن کے دور میں ا ربیع الاول سے ۱۲ ربیع الاول تک ہر دن جلوس نکلتا تھا اور ذکرِ ولادت کی بابرکت محفلیں تزک واحتشام سے آراستہ ہوتی تھیں، درج بالا واقعہ تو ایک ایسے مثالی کردار کو پیش کرتا ہے جس کی نظیر مشکل ہی سے ملے گی۔ جشنِ میلا د النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تئیں حضرت شیخ شبلی الرجال جیسا مخلصانہ رویہ اور ایثار وقربانی کا حسین جذبہ اب کہاں؟ اب تو اس بابرکت جشن کا ہی انکار کیا جارہا ہے، افسوس!!

شیخ الدلائل عبدالحق محدث الہٰ آبادی مہاجر مکی نے ''**الدار المنظم فی حکم عمل مولد النبی الاعظم**'' میں جو میلا د النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایک جامع کتاب ہے، مکۂ مکرمہ کے مفتیانِ کرام (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کے فتاویٰ نقل کیے ہیں۔ اگر چہ ان فتاویٰ میں بنیادی طور پر میلا د النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محفل میں کھڑے ہو کر سلام پڑھنے کے بارے میں اظہارِ خیال کیا گیا۔ لیکن ہر فتوا میں محفل میلا د النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکۂ مکرمہ اور مدینۂ طیبہ کے علما محفلِ میلا د النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قائل ہیں۔ یہاں ان تمام فتاویٰ کو نقل کرنا ممکن نہیں البتہ صرف ایک فتوا نقل کرنے کے بعد ان مفتیانِ کرام کے اسمائے گرامی ذکر کیے جائیں گے۔

حضرت شیخ عبداللہ سراج حنفی مفتیِ مکۂ مکرمہ فرماتے ہیں:''میلا د شریف پڑھتے وقت جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کا ذکر آئے تو اس وقت کھڑا ہونا بڑے بڑے ائمہ سے ثابت ہے۔ ائمۂ اسلام اور حکام نے کسی انکار اور ردّ کے بغیر اسے برقرار رکھا۔ لہٰذا یہ مستحسن کام ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان سے بڑھ کر تعظیم کا کون مستحق ہو سکتا ہے؟ اس سلسلے میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کافی ہے۔ فرماتے ہیں: جس چیز کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہوتی ہے۔''

جن دیگر مفتیانِ عظام نے اس کے مطابق فتوا دیا اُن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

☆ علامہ الشیخ جمال مفتیِ احناف مکۂ مکرمہ ☆ الشیخ عبدالرحمان سراج مفتیِ احناف

☆ شیخ ابوبکر بسیونی مفتیِ مالکیہ ☆ شیخ محمد بن عبداللہ مفتیِ حنابلہ

☆ محمد یحییٰ بن یحییٰ مفتیِ حنابلہ ☆ شیخ محمد عمر مفتی شافعیہ

☆ شیخ حسین مفتیِ مالکیہ ☆ شیخ مولانا محمد عثمان دمیاطی رحمۃ اللہ علیہم۔

حنبلی فقہ کے مفتیِ مکہ محمد عبداللہ بن عبداللہ بن حمید لکھتے ہیں:

''میلا د النبی، سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ایک حصہ ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ سیرتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مکمل یا کچھ حصہ بیان کرنا مستحب ہے اور آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے ذکرِ ولادت کے وقت کھڑا ہونا تعظیم کا تقاضا ہے اور شریعت کے منافی نہیں ہے۔''

مکۂ مکرمہ سے تعلق رکھنے والے ماضی قریب کے عظیم محقق اور عالمِ دین علامہ محمد علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے اہلِ سنت کے عقائد پر'' **مفاھیم یجب ان تصحح** '' کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے (جسے علامہ یٰسین اختر مصباحی مدظلہ نے اردو کا قالب پہنایا ہے جو رضوی کتاب گھر دہلی سے ''اصلاحِ فکر واعتقاد' کے نام سے شائع ہو چکی ہے) اسی کتاب کا ایک باب ہے'' **مفھوم المولد النبوی** '' جس میں آپ فرماتے ہیں:

''بعض لوگوں کے ذہنوں میں یہ فاسد تصورات پائے جاتے ہیں کہ ان کے خیال کے مطابق ہم سال بھر میں صرف ایک مخصوص رات میں میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محافل منعقد کرتے ہیں۔ اس غافل شخص کو معلوم نہیں کہ مکۂ مکرمہ اور مدینۂ طیبہ میں میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلے میں سال بھر ایسے اجتماعات منعقد ہوتے ہیں۔ حرمین شریفین میں جب بھی کوئی خوشی کا موقع آتا ہے، محفل میلاد منعقد کی جاتی ہے، جو شخص یہ کہتا ہے کہ ہم صرف ایک رات میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں اور تین سوانسٹھ راتوں سے غافل ہوجاتے ہیں۔ وہ ہم پر افترا پردازی کر رہا ہے اور واضح جھوٹ بولتا ہے۔ یہ مجالسِ میلاد اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دن رات منعقد ہوتی ہیں اور یہ اجتماعات دعوت الی اللہ کا سب سے بڑا وسیلہ ہیں، مبلغین اور علما کا فرض ہے کہ وہ ان اجتماعات کے ذریعہ امتِ مسلمہ کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اَخلاق وآداب، احوال وسیرت اور معاملات وعبادات سے آگاہ کرتے رہیں انھیں نصیحت کریں اور خیر وفلاح کی طرف بلائیں۔''

علامہ علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان سے یہ خوبی واضح ہوگیا ہے کہ حرمین شریفین میں نہ صرف ربیع الاول شریف بل کہ سال بھر میں بالخصوص ہر خوشی کے موقع پر محفل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منعقد کی جاتی ہے۔ یہاں ان علما کی فہرست پیش کرنا غیر مناسب نہ ہوگا جنھوں علامہ سید محمد علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب پر تقریظ لکھی ہے۔ چوں کہ یہ علما مختلف ممالک سے تعلق رکھتے ہیں ان کا اس کتاب کی تائید وتوثیق کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک اس کتاب کے مندرجات صحیح ہیں۔ حیرت تو یہ ہے کہ اس کتاب کی تقریظ لکھنے والوں میں پاکستان کے جید علماے دیوبند بھی شامل ہیں، جنھوں نے ''مفاھیم یجب ان تصحح'' کی ٹھوس الفاظ میں تصدیق کی ہے گویا وہ بھی عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محفلوں کو شریعت کے منافی تصور نہیں کرتے۔ مذکورہ کتاب کا اردو ترجمہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ علما کے نام ذیل میں ملاحظہ کریں :

☆فضیلۃ الشیخ حسنین مخلوف (مفتی دیارِ مصر، رکن جماعتِ کبائر العلماء جامعہ از ہر شریف مصر)
☆فضیلۃ الشیخ الدکتور الحسینی ہاشم (وکیل از ہر شریف، مصر و معتمد عام مجمع البحوث الاسلامی، قاہرہ)
☆علامۃ المغرب محدث سید عبداللہ کنون حسنی (رئیس رابطہ علماے مغربی ورکن رابطہ عالمِ اسلامی، مکۂ مکرمہ)
☆علامہ سید یوسف ہاشم الرفاعی (سابق وزیر اوقاف ومذہبی امور، کویت)
☆علامہ مدرج فقیہ شیخ محمد خزرجی (وزیر اوقاف ومذہبی امور متحدہ عرب امارات)
☆علامہ محدث محقق شیخ محمد شاذلی نفیر (پرنسپل کلیہ الشریعہ تیونس ورکن رابطہ عالمِ اسلامی، مکۂ مکرمہ)
☆علامہ فقیہ اصولی شیخ محمد سالم عدود (رئیس عدالتِ عالیہ موریطانیہ ورکن مجلس فقہی رابطہ عالمِ اسلامی، مکۂ مکرمہ)
☆فضیلۃ الشیخ ابراہیم الدسوقی مرعی (سابق وزیر اوقاف، مصر)
☆الاستاذ الدکتور حسن الفاتح قریب اللہ (رئیس الجامعۃ الاسلامیہ، سوڈان)
☆فضیلۃ الشیخ السید عبدالسلام جبران (رئیس المجلس العلمی الاقلیمی، مراکش)
☆ شیخ یوسف احمد صدیقی القاضی (وکیل عدالتِ عالیہ شرعیہ بحرین ورکن رابطہ عالمِ اسلامی مکہ)
☆سید احمد بن محمد زیارۃ (مفتی جمہوریہ یمن)

علاوہ ازیں ذیل میں اُن علماے دیوبند کے نام بھی ملاحظہ کریں جنھوں نے علامہ علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب پر مہر تصدیق ثبت کی ہے۔

☆مولانا شیخ محمد عزیز الرحمٰن حقانی ہزاروی (خطیب وامام مسجد صدیق اکبر، راولپنڈی)
☆مولانا محمد عبدالقادر آزاد (خطیب وامام شاہی مسجد، لاہور)
☆مولانا محمد عبدالواحد (خطیب وامام جامع مسجد، سیالکوٹ)
☆مولانا محمد عبدالمالک کاندھلوی (شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، لاہور)
☆ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر (ناظمِ اَعلا وناظمِ تعلیمات جامعہ اسلامیہ، کراچی)

مذکورہ بالا فہرست سے اندازہ ہوتا ہے کہ مکۂ مکرمہ، مدینۂ طیبہ، مصر، بحرین، موریطانیہ، متحدہ عرب امارات، تیونس، مراکش، یمن، سوڈان وغیرہ عرب ممالک کے جید علما میلاد النبی صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلے میں محافل کے انعقاد کو مستحسن جانتے ہیں۔ نیز علامہ علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تائید وتوثیق کرنے والی کتاب پر تصدیق کرنے والے علماے دیوبند بھی میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق علماے عرب کے شانہ بہ شانہ نظر آتے ہیں۔ حیرت ہوتی ہے ہندوستان کے بعض اُن علما پر جو میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بدعت کے زمرے میں شامل کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔

کلیہ الشریعہ دمشق کے پرنسپل ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوط منکرین میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سختی سے رد کرتے ہیں۔ ڈاکٹر موصوف کے مضمون کا عنوان ہے ''اُن لوگوں کا رد جو میلاد النبی (ﷺ) کے منکر ہیں، ہر نیا کام بدعت نہیں۔'' آپ لکھتے ہیں :

''ہاں! میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا واقعہ سننے کے لیے لوگوں کا جمع ہونا ایک ایسا کام ہے جو دورِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پیدا ہوا بل کہ چھٹی صدی ہجری کے آغاز میں ظاہر ہوا لیکن کیا صرف یہی بات اس کو بدعت کہنے کے لیے کافی ہے اور اس کی بنیاد پر اسے سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کا مصداق قرار دیا جائے کہ جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی نئی بات جاری کی جو دین سے نہیں وہ مردود ہے؟ اس طرح تو اُن لوگوں کو اپنی زندگی سے ہر وہ بات خارج کر دینی چاہیے جو نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں نہیں تھی، اگر وہ ایسا کر سکتے ہیں تو کرلیں کیوں کہ یہ سب کچھ بدعت ہے۔''

شیخ احمد عبدالعزیز المبارک چیف جسٹس عدالتِ شرعیہ متحدہ عرب امارات لکھتے ہیں:

''حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے موقع پر جمع ہونے کے بارے میں مجھ سے سوال کیا گیا کہ ان اجتماعات کے موقع پر مساجد میں آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ طیبہ، واقعاتِ غزوات بیان کیے جاتے ہیں اور اکثر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں قصیدے پڑھے جاتے ہیں تو یہ امور جائز ہیں یا نہیں؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے اجتماعات کو جن میں رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کی ولادتِ باسعادت کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس پر خوشی و مسرت کا اظہار ہوتا ہے۔ نیز ان کی مبارک زندگی اور غزوات کے واقعات سے سبق حاصل کرنے کے لیے ان کو بیان کیا جاتا ہے اور آپ کی سیرت واَخلاق سے لوگوں کو رغبت دلانے کے لیے اور ہدایت حاصل کرنے کے لیے ان کا انعقاد عمل میں آتا ہے، ایک مباح عمل قرار دیا گیا ہے۔ اگرچہ بعض کو یہ مرغوب نہ ہو کیوں کہ اس تقریب نے لوگوں کا کردار بنانے اور جذبات (محبتِ رسول ﷺ) اُبھارنے میں بڑا تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ اگرچہ یہ تقریب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانے میں نہ منائی گئی تاہم اس کو ناپسندیدہ بدعت قرار نہیں دیا جاسکتا، کیوں کہ بدعت یا تو قابلِ مذمت ہے یا مستحسن وجائز۔''

اِس مختصر سے مقالے میں درج کیے گئے حقائق سے کم از کم اس بات کا اندازہ ہوجاتا ہے کہ جشنِ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صرف ہندوستان کے بریلوی حضرات ہی نہیں مناتے بل کہ پوری دنیا میں بسنے والے مسلمان عموماً اور اہلِ عرب خصوصاً مناتے چلے آرہے ہیں۔ دنیا بھر کے جید علما ومفتیانِ کرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مجالس چاہے رسولِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابۂ کرام رضوان اللہ اجمعین کے زمانے میں نہ منعقد ہوئی ہوں لیکن ان تقریباتِ سعادت نشان کے انعقاد کو کسی طور بدعتِ سیّئہ یعنی گمراہی والی بدعت قرار دینا اسلامی اصولوں کے سراسر منافی ہے۔

اگر اللہ جل شانہٗ کی توفیق حاصل ہوجائے تو سمجھنے اور قبول کرنے کے لیے اتنا ہی بس ہے ورنہ ضخیم کتب بھی ناکافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محافلِ میلاد منانے اور اس سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہِ الحبیب الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

(حاصلِ مطالعہ کتب: محمد رسول اللہ: شیخ محمد رضا مصری/ حسن البنّاء شہید کی ڈائری: خلیل حامدی/ اصلاحِ فکر واعتقاد، حول الاحتفال بالمولد النبی الشریف: علامہ سید محمد علوی مالکی/ جانِ جاناں: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقش بندی مجددی)